طبرستان .... جزیرہ طبریہ .... اور امام طبری

(سفرنامہ اردن ...... پانچویں قسط)

اردن کے دارالحکومت عمان سے اربد کا فاصلہ .... کلومیٹر ہے۔ اردن کا نام اس میں جاری نہر اردن یا دریائے اردن کی وجہ سے معروف ہوا دریائے اردن اب اس وقت اردن اور اسرائیل کے مابین حد فاصل کا کام دیتا ہے مگر یہ دریا اتنا چوڑا نہیں کہ اس میں جہاز رانی تو کیا کشتی رانی ہی ہو سکے لہذا دونوں کناروں پر دور تک ہمیں کوئی کشتی آتی جاتی نظر نہیں آئی۔ معروف جغرافیہ داں المقدسی نے اپنی کتاب میں بھی یہ بات لکھی ہے کہ اس دریا میں جہاز رانی نہیں ہو سکتی۔ دریائے اردن کا وہ مقام بھی ہم نے دیکھا جہاں یہ بحر میت (یا بحر مردار) میں جا کر گر جاتا ہے۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ دریائے اردن کا پانی بحیرہ مردار یا بحر مردار (Dead Sea) میں مسلسل گرتا رہتا ہے اس کے باوجود بحر مردار کا پانی سردی گرمی میں یکساں نظر آتا ہے اس میں کمی بیشی نوٹ نہیں کی گئی۔ ۱۴ ہجری میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہونے والے اردن کا جغرافیا اس وقت کچھ اور تھا اور اس میں وہ علاقے بھی شامل تھے جو آج اسرائیل کے قبضے میں ہیں۔ اردن کے بعض حصے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور بعض حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فتح کئے مگر موجودہ اردن کا بیشتر حصہ چونکہ حضرت شرحبیل بن حسنہ کی قیادت میں فتح ہوا اس لئے اردنی لوگ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ ہی کو فاتح اردن کہتے ہیں۔ قدیم اردن میں علامہ بلاذری کے بقول غرب اردن میں طبریہ، بیسان، قدس، عکہ، وصور، صفوریہ جبکہ شرق اردن میں فحل، جرش، سواد، وغیرہ شامل تھے بعض دیگر مورخین نے کچھ اور علاقوں کو بھی اردن میں شمار کیا جیسے نابلس، فرذیع، اللجون، اریحا، زغار، عمتا، ہبیس، جدر، آبل، سوسیہ، وغیرہ۔

اردن میں اصحاب رسول ﷺ کے بعد بہت سے علماء گزرے ہیں۔ جیسے الولید بن مسلمۃ الاردنی، جو راویان حدیث میں شمار ہوتے ہیں اور یزید بن حسان اور مسلمہ بن عدی سے

روایت کرتے ہیں اور جن سے العباس بن الفضل الدمشقی اور محمد بن ھارون الرازی اور عبداللہ بن نعیم الاردنی نے روایت بیان کی ہے۔ان کے علاوہ یحی بن عبدالعزیز الاردنی، ابوسلمہ الحکم بن عطاف الاردنی، عباس بن محمد الاردنی المرادی، محمد بن سعید المصلوب الاردنی ابوالعباس عتبہ بن حکیم الھمدانی الاردنی ثم الطبرانی، علی بن اسحٰق الاردنی

اردن کے بحیرہ طبریہ کا ذکر ہم نے چلتے چلتے کیا تھا، ہم نے اس تاریخی بحیرہ یعنی جزیرہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا، یہ ایک جھیل نما پانی کا ذخیرہ ہے بتایا گیا کہ جزیرہ طبریہ کی لمبائی ۲۱ میٹر، چوڑائی ۱۲ میٹر اور گہرائی ۴۷ میٹر ہے۔اس کا پانی میٹھا یعنی قابل شرب ہے۔ اس لئے اسے سمندری بحیروں پر قیاس نہیں کیا جانا چاہئے اس بحیرہ (جزیرہ) کے ساتھ قدیم زمانے سے ایک آبادی ہے اور وہ بھی طبریہ ہی کہلاتی ہے اس آبادی کے مکانات ہمیں اس پہاڑی (مرتفعات ام قیس) سے صاف نظر آرہے تھے جس پر کھڑے ہوکر ہم نے بحیرہ طبریہ اور جولان کی پہاڑیوں کا منظر دیکھا۔یہ پہاڑی (مرتفعات ام قیس) اردن کی ایک فوجی چوکی ہے۔سامنے جزیرہ طبریہ ہے اوراس کے ساتھ طبریہ نامی گاؤں ہے، طبریہ نامی اس گاؤں سے بڑے بڑے نامور لوگ پیدا ہوئے اور بلاد عرب وعجم میں چھاگئے طبریہ کے رہنے والے لوگ طبرانی کہلائے جبکہ طبرستان کے رہنے والوں کو طبری کہا گیا جیسے معروف مورخ ابن جریر طبری۔ جزیرہ طبریہ کی ایک معروف شخصیت امام طبرانی ہیں یعنی حافظ سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر ابوالقاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ......جو معجم الکبیر معجم الاوسط اور معجم الصغیر کے مصنف ہیں۔امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ حدیث تھے اور حافظہ بھی خوب تھا۔ابن العمید کہتے ہیں میرا خیال تھا کہ منصبِ وزارت وصدارت سے بڑھ کر کوئی چیز مزے کی نہیں۔مگر ایک روز میں نے دیکھا کہ امام طبرانی اورامام ابی بکر الجعابی کے مابین ایک علمی بحث چھڑ گئی جس میں دونوں نے ایک دوسرے پر خوب خوب علمی زورآزمائی کی اور ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش کی، امام طبرانی اپنے حافظے کی بنیاد پر ابوبکر الجعابی پر فوقیت رکھتے تھے جبکہ جعابی اپنی

ذہانت و فطانت کے بل بوتے پر ان پر حاوی ہونے کی کوشش کرتے محسوس ہوتے تھے، دیر تک گفتگو ہوتی رہی مگر دونوں میں سے کوئی کسی کو علمی میدان میں پچھاڑ نہ سکا، تا آنکہ دونوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں، امام جعابی نے فخریہ کہا کہ:

میرے پاس ایک ایسی حدیث ہے جو دنیا میں کسی کے پاس نہیں ....

امام طبرانی نے کہا پیش کیجئے کون سی ایسی نایاب حدیث ہے ....

انہوں نے حدیث کی سند یوں بیان کرنا شروع کی حدثنا ابوخلیفہ عن سلیمان بن ایوب اور پھر حدیث بیان کی تو امام طبرانی نے کہا:

حضرت جی: آپ سلیمان بن ایوب کو جانتے ہو..................

کہانہیں ....

فرمایا وہ میں ہی تو ہوں ....

یہ حدیث ابوخلیفہ نے مجھ سے ہی سن کر روایت کی ہے ....

لہذا اب آپ مجھ سے سنئے اور آئندہ ابوخلیفہ کے حوالہ سے اسے روایت کرنے کی بجائے براہ راست مجھ سے روایت کیجئے۔

یہ سن کر الجعابی نہایت شرمندہ ہوئے، ابن العمید کہتے ہیں اس وقت مجھے خیال آیا اے کاش میں نے وزیر بنا ہوتا نہ صدر، بلکہ میں طبرانی ہوتا اور مجھے وہ مسرت اس وقت حاصل ہوتی جو امام طبرانی کو حاصل ہوئی ۔امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ پھر یہاں سے ۲۹۰ ہجری میں اصفہان تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کرلی چنانچہ ۳۶۰ ھ میں اصفہان (ایران) میں انتقال ہوا۔آپ کی ولادت طبریہ میں ۲۶۰ ھ میں ہوئی سو سال عمر پائی۔

اسی طبریہ کے قبرستان میں بہت سے صالحین کے مزارات ہیں ۔معجم البلدان کے مطابق بحیرہ طبریہ کے مشرق میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔جبکہ مشہور روایت یہ ہے کہ ان کا مزار بیت لحم میں ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔اسی بحیرہ طبریہ کے مشرقی کنارے پر حضرت لقمان الحکیم اور ان کے صاحبزادے کی قبر

انور بھی ہے ، جبکہ ایک قبر یمن میں بھی حضرت لقمان الحکیم کے نام سے معروف ہے ۔ہم مرتفعات ام قیس پر سے طبریہ کا نظارہ کررہے تھے مگراس جزیرہ کے اس پارنہیں جاسکتے تھے کہ اس پار اسرائیل کا قبضہ ہے اور وہاں ہمارا داخلہ ممنوع .... ہمارے سامنے جولان کی پہاڑیاں دائیں جانب نظر آرہی تھیں یہ وہ پہاڑیاں ہیں جو شام کی حدود میں ہیں مگر ان پر اسرائیل نے قبضہ کرلیا ہے ۔جزیرہ طبریہ سے کوئی پانچ کلومیٹر دور معرکہ حطین رونما ہوا۔اس کے علاوہ اسی علاقہ میں معرکہ عین جالوت بھی رونما ہوا جس کا ذکر معروف تاریخی کتب میں ملتا ہے۔............(جاری ہے)

اپنے پیاروں کو عالم بناؤ............اپنا پیارا ملک بچاؤ

بغیر علم کے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی .... دنیاوی علم اللہ کی معرفت عطانہیں کرتا

یہ دینی علم ہی کی شان ہے کہ وہ اللہ سے ملاتا ہے............ دنیاوی علم محض وسیلہ روزگار ہے۔

علماء کی قدر کیجئے............عالم بنئے............جاہل رہنے پر قناعت مت کیجئے۔

تحریکِ فروغِ علم

کیا آپ جانتے ہیں؟

کراچی میں جدید و قدیم اسلامی مصادر ومراجع کا خزینہ

اور ایک مرتب ومنظم خوبصورت لائبریری کہاں ہے؟

دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ صاحبداد گوٹھ ملیر

استفادہ کے لئے رابطہ کیجئے:

دارالعلوم کے شفیق وخلیق مہتمم مفتی محمد جان نعیمی **ونائبہ** الشیخ نذیر جان نعیمی صاحب سے

فون نمبر 4509074-4518100-4114055

☆ الضرورات تبیح المحظورات ☆ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں ☆